121438 ـ كيا جنسى زيادتى كا شكار ہونے والى عورت پر عدت لازم ہے ؟

سوال

ايك لڑكى كو زبردستى جنسى زيادتى كا شكار بنايا گيا كيا اس پر عدت ہو گى ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

فقہاء كرام كا ايسى عورت كے متعلق اختلاف ہے جس سے زنا كيا گيا ہو ـ چاہے زبردستى ہو ـ آيا وہ عدت گزارے گى يا نہيں ؟

اس ميں تين قول ہيں:

پہلا قول:

اس پر كوئى عدت نہيں، احناف اور شافعيہ كا مسلك يہى ہے.

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (29 / 337).

دوسرا قول:

مالكيہ اور حنابلہ كے ہاں وہ تين حيض عدت گزارے گى.

ابن قدامہ رحمہ اللہ اس قول كى علت بيان كرتے ہوئے كہتے ہيں:

" يہ وطئ ہے جو رحم كے مشغول كا متقاضى ہے، اس ليے اس سے عدت واجب ہے جس طرح كہ شبہ سے وطئ ميں ہے، ليكن اس كا مطلقہ عورت كى طرح عدت واجب ہونا تو يہ اس ليے كہ يہ آزاد تھى اس ليے اس كا استبراء رحم ہونا واجب ہے جس طرح كہ بشبہ والى عورت سے وطئ كى گئى كى ہے " انتہى

ديكھيں: المغنى (8 / 80).

اور الدسوقى اپنے حاشيہ ميں كہتے ہيں:

" الجلاب میں کہتے ہیں: اور جب عورت زنا کرے یا اس سے زبردستی کی جائے تو اس وطئ کے بعد استبراء رحم کے لیے تین حیض ہیں، اور اگر وہ لونڈی ہو تو ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہو گا، چاہے وہ خاوند والی ہو یا بغیر خاوند کے " انتہی.

دیکھیں: حاشیۃ الدسوقی (2 / 471).

تیسرا قول:

ایک حیض کے ساتھ اس کا استبراء رحم ہو گا، یہ مالکیہ کا ایک قول، اور امام احمد سے روایت ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسے اختیار کیا ہے.

المرداوی رحمہ اللہ الانصاف میں کہتے ہیں:

" اور ان سے (یعنی امام احمد) سے مروی ہے ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہو گا، اسے حلوانی، ابن رزین، اور شیخ تقی الدین (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ) نے اختیار کیا ہے. انتہی

دیکھیں: الانصاف (9 / 295).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے کہ اگر تو وہ عورت خاوند والی ہو تو اس پر نہ تو عدت لازم آتی ہے، اور نہ ہی استبراء رحم، اور اگر بغیر خاوند کے ہو تو پھر ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہو گا.

رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تیسرا قول: اس پر نہ تو عدت ہے اور نہ ہی استبراء رحم، یہ ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہے، اور امام شافعي کا مسلك یہی ہے، اور سب اقوال میں سے صحیح قول بھی یہی ہے، لیکن اس قول پر اگر وہ حاملہ ہو جائے تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہو گا حتی کہ وضع حمل ہو جائے؛ کیونکہ اس حالت میں اس سے وطئ کرنا ممکن نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ سے وطئ کرنے سے منع فرمایا ہے حتی کہ وضع حمل ہو جائے "

اس سے فائدہ یہ ہے: اگر وہ خاوند والی ہے مثلا تو اگر وہ زنا کرتی ہے تو ہم خاوند کو یہ نہیں کہینگے تم اس سے دور رہو، بلکہ ہم یہ کہینگے: تم اس سے جماع کر سکتے ہو اور آپ کے لیے اس سے اجتناب کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر اس سے حمل ظاہر ہو گیا تو پھر اس سے جماع نہ کرو، اور اگر حمل ظاہر نہیں ہوتا تو وہ تیرے تیرے لیے ہے.

اور كوئى قائل يہ كہے:

كيا يہ احتمال نہيں كہ حمل زنا سے ہوا ہو ؟

ہم كہينگے: يہ احتمال وارد ہے، ليكن نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان تو يہ ہے:

" بچہ بستر والے كے ليے ہے، اور زيادتى كرنے والے كے ليے پتھر ہيں "

جب ہميں يقين ہے كہ وہ عورت زنا سے حاملہ ہوئى ہے تو بھى بچے كا حكم يہى ہو گا كہ وہ بستر والے (يعنى خاوند كے) ليے ہے، اور جب وہ عورت زنا سے حاملہ ہوئى ہو اور ہم خاوند كو كہيں كہ تم اس سے وطئ مت كرو تو بغير وطئ كيے اس سے خوش طبعى كرنا اور مباشرت كرنا جائز ہے، صرف اسے جماع سے اس ليے منع كيا گيا ہے كہ وہ كسى دوسرے كى كھيتى كو پانى نہ دے " انتہى.

ديكھيں: الشرح الممتع (13 / 232).

اور شيخ رحمہ اللہ كا يہ بھى كہنا ہے:

" بلكہ يہ قول ابو بكر رضى اللہ تعالى عنہ اور صحابہ كرام كى ايك جماعت سے مروى ہے، كہ زنا شدہ عورت پر مطلقا كوئى عدت نہيں، اور نہ ہى اس كا استبراء رحم ہو گا، خاص كر جب وہ خاوند والى ہو؛ كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" بچہ بستر والے (كے ليے) ہے "

بلكہ انسان كو چاہيے كہ جب وہ جان لے كہ - اللہ محفوظ ركھے - اس كى بيوى نے زنا كيا ہے اور وہ توبہ كر چكى ہے تو وہ فى الحال اس سے جماع كرے، تا كہ مستقبل ميں اس كے دل ميں كوئى شك نہ رہے، كہ آياوہ زنا سے حاملہ ہوئى ہے يا كہ نہيں ؟

جب وہ بيوى سے اسى وقت جماع كر ليگا تو يہ محمول كيا جائيگا كہ بچہ خاوند كا ہے، زانى كا نہيں، ليكن اگر عورت كا خاوند نہ ہو تو راجح قول كے مطابق اس كا ايك حيض كے ساتھ اس كا استبراء رحم كرنا ضرورى ہے " انتہى

ديكھيں: الشرح الممتع (13 / 282).

واللہ اعلم .